Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

Al-Marjān Research Center

The Perspective of Shari'ah Rulings and the Necessities of Religion: An Examination of the Determinations and Singularities of Jurisprudential Scholars

شرعی احکام کا تناظر اور ضروریات دین: فقہاء اصولیین کے تعینات و تفردات کا جائزہ

Authors

1. Umer Yousaf
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
yousafumer329@gmail.com

2. Qurat ul Ain Fatima
PhD Scholar, Department of Islamic Studies , Minhaj university Lahore, Pakistan.

Citation

Yousaf, Umer and Qurat ul Ain Fatima" The Perspective of Shari'ah Rulings and the Necessities of Religion: An Examination of the Determinations and Singularities of Jurisprudential Scholars." Al-Marjān Research Journal, 2, no.1, Jan-June (2024): 48– 64.

History

Received: January 15, 2024, **Revised**: February 27, 2024, **Accepted**: March 21, 2024, **Available Online**: June 27, 2024.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

The Perspective of Shari'ah Rulings and the Necessities of Religion: An Examination of the Determinations and Singularities of Jurisprudential Scholars

شرعی احکام کا تناظر اور ضروریات دین: فقہاء اصولیین کے تعینات و تفردات کا جائزہ

* عمر یوسف * قرۃ العین فاطمہ

Abstract

This study delves into the intricate relationship between Shari'ah rulings and the fundamental necessities of religion, examining the determinations and unique positions of Islamic jurisprudential scholars (fuqaha) and principles scholars (usuliyyin). The research highlights how these scholars interpret and implement religious laws to address the essential needs of the Muslim community. It underscores the role of jurisprudence in maintaining the balance between strict adherence to religious texts and the practical requirements of contemporary life. By exploring various juristic opinions and methodologies, the paper identifies both consensus views and distinctive stances that reflect the diversity within Islamic legal thought. Key aspects include the principles of necessity (darura), public interest (maslaha), and the objectives of Shari'ah (maqasid al-Shari'ah), which guide scholars in their rulings. The analysis also considers how differing contexts and socio-political environments influence legal determinations. This comprehensive review of juristic approaches aims to provide a nuanced understanding of how Shari'ah law is dynamically applied to ensure the protection of essential religious and social needs. The study ultimately emphasizes the adaptability and resilience of Islamic jurisprudence in the face of evolving challenges.

Keywords: Shari'ah rulings, Necessities of religion , Islamic jurisprudence , Maqasid al-Shari'ah (objectives of Shari'ah) ‹Juristic diversity.

تعارف

اسلامی فقہ اور اصولِ فقہ کے میدان میں شریعت کے احکام اور دین کی بنیادی ضروریات کے درمیان تعلق ہمیشہ سے ایک اہم موضوع رہا ہے۔ فقہاء اور اصولیین نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ شریعت کے احکام کو ایسے طریقے سے سمجھا اور نافذ کیا جائے جو امت مسلمہ کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ اس مطالعے میں فقہاء اور اصولیین کی تعینات اور ان کے انفرادی موقفات کا جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ یہ علماء شریعت کے

* پی ایچ ڈی سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔
* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، منہاج یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

احکام کو کس طرح تشریح کرتے ہیں اور عملی زندگی کی ضروریات کو کیسے پورا کرتے ہیں۔اس تحقیق میں خاص طور پر ان اصولوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو شریعت کے مقاصد (مقاصد الشریعہ)، ضرورت (ضرورت)، اور عمومی مصلحت (مصلحت) جیسے اہم عناصر کو مد نظر رکھتے ہوئے احکام کا تعین کرتے ہیں۔مختلف فقہی آراء اور مناہج کا مطالعہ کرتے ہوئے اس تحقیق میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ کیسے مختلف سیاق وسباق اور سماجی وسیاسی ماحول قانونی تعینات کو متاثر کرتے ہیں۔یہ مطالعہ نہ صرف اجماعی آراء بلکہ منفرد موقفات کا بھی جائزہ لیتا ہے جو اسلامی قانونی فکر کی تنوع کو ظاہر کرتے ہیں۔اس مطالعے کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کے قوانین کو کس طرح عملی زندگی میں نافذ کیا جاسکتا ہے تاکہ دین اور معاشرت کی بنیادی ضروریات کی حفاظت کی جاسکے۔اس تحقیق کے ذریعے یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ اسلامی فقہ کس طرح نئے چیلنجوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنی لچک اور پائیداری کو برقرار رکھتی ہے۔

علماء مقاصد نے درجہ و مرتبہ کے اعتبار سے مقاصد شرعیہ کو درج ذیل تین اقسام میں منقسم کیا ہے۔

ضروریات حاجیات تحسینیات

i)۔ضروریات

لغوی مفہوم

لفظ ضروریات جمع ہے ضرورۃ کی جس کا مادہ ہے ض، ر، ر۔ ض پر زبر اور پیش دونوں کے ساتھ پڑھنا منقول ہے۔ بعض اہل لغت نے اِن دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا جبکہ بعض کے نزدیک پیش کے ساتھ اسم اور زبر کے ساتھ مصدر ہے۔ اس میں سخت تنگی، حاجت، پریشانی اور نقصان کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور یہ نفع کی ضد ہے۔ عام طور پر جب کہا جاتا ہے کہ رَجُل ذو ضارورۃ و ضرورۃ تو اس کا مطلب ہوتا ہے أی ذو حاجۃ۔[1]

اصطلاحی مفہوم

ضروریات سے مراد وہ امور ہیں جن پر انسان کی دینی اور دنیاوی زندگی موقوف ہے۔ جن میں خلل واقع ہونے سے نہ صرف انسان کی دنیاوی زندگی میں فساد برپا ہوتا ہے بلکہ آخرت کی زندگی میں بھی خسارہ لازم آتا ہے۔ اور انسان جزاء و انعام کی بجائے عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

> **ومقصود الشرع من الخلق خمسة: وهو ان يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم وما لهم----- وهذه الاصول الخمسة حفظها واقع فى رتبة الضرورات، فهى اقوى المراتب فى المصالح۔[2]**

> "خلق سے شریعت کے مقاصد بنیادی طور پر پانچ ہیں اور وہ یہ کہ ان کے دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کی جائے۔۔۔ اور ان اصول خمسہ کی حفاظت ضرورت کے درجہ میں واقع ہوئی ہے۔ اور یہ (ضرورت) مصالح میں اعلیٰ درجے کا مرتبہ ہے۔"

---

[1] الجوہری، ابو نصر اسماعیل بن حماد، **الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ**، محقق، احمد عبد الغفور عطا، (بیروت، دار العلم للملایین، الطبعۃ الرابعۃ، 1987م)، ج:2، ص:719۔

[2] الغزالی، **المستصفیٰ من علم الاصول**، (شرکۃ المدینۃ المنورۃ للطباعۃ، 2008م) ج:2، ص:482۔

علامہ شاطبیؒ مقاصد ضروریہ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

فا مالضرورية: فمعناها انها لابد منها فی قیام مصالح الدین والدنیا بحیث اذا فقدت لم تجر مصالح الدنیا علی استقامة، بل علی فساد وتهارج وفوت حیاة وفی الاخری فوت النجاة والنعیم والرجوع بالخسران المبین۔[3]

"ضروریات سے مراد وہ مقاصد ہیں جو دین و دنیا کے مصالح کے قیام کے لیے ناگزیر ہوں۔ جن کی یہ حیثیت ہے کہ ان کے مفقود ہونے کی صورت میں دنیا کے مصالح استوار نہیں رہ سکتے۔ بلکہ فساد و بدامنی اور انسانی زندگی کا ضیاع ہو گا۔ اور آخرت میں نجات اور جنت سے محرومی اور واضح خسارہ ہو گا۔"

علامہ طاہر بن عاشورؒ مقاصد ضروریہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

فالمصالح الضروریة هی التی تکون الامة بمجموعها وآحادها فی ضرورة الی تحصیلها بحیث لا یستقیم النظام باختلالها۔[4]

"مصالح ضروریہ سے مراد وہ مقاصد ہیں جن کا حصول اُمت کے لیے اجتماعی و انفرادی طور پر ضرورت کے درجہ میں ہو اور ان میں خلل واقع ہونے سے معاشرے کا نظام قائم نہ رہ سکے۔"

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان ضروریات کی تعریف میں فرماتے ہیں:

المصالح التی تتوقف علیها حیاة الناس و قیام المجتمع واستقراره بحیث اذا فاتت اختل نظام الحیاة وساد الناس هرج و مرج وعمت امورهم الفوضی والاضطراب ولحقهم الشقاء فی الدنیا والعذاب فی الآخرة۔[5]

"ضروریات سے مقصود وہ مصالح ہیں جن پر لوگوں کی زندگی، معاشرے کا قیام و استحکام اور انضباط موقوف ہے۔ بایں طور کہ اگر یہ مصالح زائل ہو جائیں تو انسانی زندگی کا نظام افراتفری کا شکار ہو جائے او لوگ مشکلات میں مبتلا ہو جائیں، ان کے معاملات اضطراب و پریشانی کا شکار ہو جائیں اور دنیا میں انہیں تنگی اور آخرت میں عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔"

ڈاکٹر وھبہ زحیلی مصالح ضروریہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هی التی یتوقف علیها حیاة الناس الدینیة والدنیویة، بحیث اذا فقدت اختلت الحیاة فی الدنیا وشاع الفساد وضاع النعیم الابدی، وحل العقاب فی الآخرة۔[6]

"مصالح ضروریہ سے مراد وہ مصالح ہیں جن پر انسان کی دینی و دنیاوی زندگی موقوف ہو۔ بایں طور کہ اگر یہ مفقود ہو جائیں تو دنیاوی زندگی میں خلل و فساد واقع ہو۔ اور آخرت میں جنت سے محرومی اور عذاب لازم آئے۔"

ضروری مصالح کے ذیل میں پانچ چیزوں کی حفاظت شریعت نے ملحوظ خاطر رکھی ہے۔ ان کو کلیات خمسہ بھی کہا جاتا ہے جو درجہ بدرجہ یہ ہیں:

---

[3] الغزالی، الموافقات، ج:2، ص:17،18۔

[4] ابن عاشور، محمد طاہر، **مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ**، محقق، محمد طاہر میساوی، (اُردن، دار النفائس للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ، 2001) ص:300۔

[5] زیدان، عبد الکریم، ڈاکٹر، **الوجیز فی اصول الفقہ**، (لاہور، مکتبہ علوم اسلامیہ، (س۔ن))، ص:379۔

[6] الزحیلی، ڈاکٹر وھبہ، **اصول الفقہ الاسلامی**، (دمشق، دار الفکر للطباعۃ والتوزیع، الطبعۃ الاولیٰ، 1986) ج:2، ص:1020۔

دین کی حفاظت   جان کی حفاظت   عقل کی حفاظت   نسل کی حفاظت   مال کی حفاظت

ان کلیات خمسہ کی حفاظت پر اجمالی دلیل شریعت کا استقراء وتتبع ہے۔یعنی استقراء شریعت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ادلہ شرعیہ سے ثابت ہونے والے احکام ان کلیات خمسہ کی حفاظت کی طرف لوٹتے ہیں۔چنانچہ امام شاطبیؒ لکھتے ہیں:

فقد اتفقت الامة بل سائر الملل على ان الشريعة وضعت للمحا فظة على الضروريات الخمس وهى الدين والنفس والنسل والمال والعقل وعلمها عند الامة كالضرورى ولم يثبت لنا ذلك بدليل معين ولاشهد لنا اصل معين يمتاز برجوعها اليه بل علمت ملاء متها للشريعة بمجموعة ادلة لاتنحصر فى باب واحد۔[7]

"امت مسلمہ بلکہ تمام اہل ملل کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت ضروریات خمسہ کے تحفظ کی خاطر وضع کی گئی ہے اور وہ دین، نفس، نسل، مال اور عقل وغیرہ ہیں۔ اس کا علم امت کے نزدیک انتہائی معروف ہے۔ لیکن ہمارے ہاں ان کا ثبوت کسی معین دلیل پر مبنی نہیں اور نہ ہی کوئی مخصوص دلیل ایسی ہے جس کی جانب رجوع کیا جاسکے۔ بلکہ ان کلیات خمسہ کی شریعت سے مناسبت، دلائل کے ایک مجموعہ سے معلوم ہوتی ہے جو کسی ایک ہی باب تک محدود نہیں ہیں۔"

(1) دین کی حفاظت

لفظ دین کئی معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جن میں ملکیت، قہر، سلطان، قضاء، عزت وذلت، خدمت، اکراہ، جزاء وحساب، عادت وعبادت، تذلل و خضوع، اطاعت، مذہب، ملت اور طریقہ کے معانی نمایاں طور پر شامل ہیں۔ یعنی ہر وہ طریقہ جس پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔[8] جبکہ اصطلاح میں دین سے مراد وہ قانون الٰہی ہے جس کے تحت عقل سلیم رکھنے والے لوگوں کو ان کے اختیار کے تحت دنیاوی واُخروی زندگی میں فلاح کی خاطر چلایا جاتا ہے۔ کلیات خمسہ میں سب سے پہلا درجہ دین کا ہے۔ انسانی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی دین کے تابع ہوتی ہے خواہ وہ دین حق ہو یا باطل۔ اسلام نے جس دین کی پیروی کا حکم دیا ہے وہ دین اسلام ہے جو منزل من اللہ اور بدعت وتحریف وغیرہ سے پاک ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ[9]

"بے شک دین تو اللہ کے نزدیک دینِ اسلام ہے"

پھر دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی پیروی کو خسارہ کا موجب قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ[10]

"اور جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو تلاش کرے گا وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ والوں میں سے ہو گا۔"

---

[7] الشاطبی، الموافقات، ج:1، ص:31۔

[8] ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم بن علی، **لسان العرب**، (بیروت، دار صادر، الطبعة الثالثة، 1414ھ)، ج:13، ص:169

[9] آل عمران: 3/19۔

[10] آل عمران: 3/85۔

حفاظت دین کے بنیادی طور پر دو پہلو ہیں، وجودی اور سلبی۔ وجودی پہلو کے اعتبار سے اسلام عقائد اسلامیہ کو ایمان کے بنیادی ارکان کے ذریعے دلوں میں پیوست کرتا ہے۔ اور یہ عقائد کوئی موروثی یا تقلیدی نہیں بلکہ معقول و منطقی دلائل پر مبنی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آفاق و انفس کی ایسی کھلی نشانیاں بیان کی ہیں، جنہیں دیکھ کر ایک بندہ فطری طور پر اللہ کی ذات پر ایمان لانے پر مجبور ہوتا ہے اور اس کے قانون کا پابند ہو جاتا ہے۔ اس پابندی کے لیے اسلام بندے کو عبادات کا ایسا جامع نظام دیتا ہے، جس کی بدولت ایمان میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور اپنے خالق سے اس کا تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے بعد اسلام بندے کو مکلف کرتا ہے کہ وہ جس عقیدے پر ایمان لایا ہے اور اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کر رہا ہے، کلکم مسئول عن رعیتہ کے قانون کے تحت انفرادی و اجتماعی سطح پر لوگوں کو اس کا حکم دے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔[11]

"سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کو حکم مانیں اپنے باہمی نزاعات میں، پھر اپنے جی میں آپ ﷺ کے فیصلے سے تنگی محسوس نہ کریں اور اسے خوشی سے تسلیم کریں۔"

پھر احکامات الٰہیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنے کو کفر قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ[12]

"اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا پس وہی لوگ کافر ہیں"

حفاظت دین کے وسائل میں سے ہے کہ انسان جس دین کی پیروی کرتا ہے، سنت انبیاء کو اختیار کرتے ہوئے اس کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ[13]

"اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دے، وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے منع کرے۔"

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ[14]

"تم بہترین اُمت ہو جن کو لوگوں کی طرف بھیجا گیا تم نیکی کا حکم کرتا ہو اور بُرائی سے روکتے ہو۔"

پھر فرمایا گیا:

وادعُ الی ربک ولاتکونن من المشرکین۔[15]

"اور دعوت دیں اپنے رب کی طرف اور مشرکین میں سے نہ ہو جائیں۔"

[11] النساء:4/65۔

[12] المائدہ:5/44۔

[13] آل عمران:3/104۔

[14] آل عمران:3/110۔

[15] القصص:28/84۔

پھر دعوت دین کا اسلوب سکھاتے ہوئے فرمایا گیا:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ[16]

"اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیں لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ۔"

پھر فرمایا گیا

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔[17]

"آپ کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے میں دعوت دیتا ہوں بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف اور میرے پیروکار، اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں۔"

آپ ﷺ نے خود تبلیغ کی اہمیت کے بارے میں ارشاد فرمایا

بلغوا عنی ولو آیة۔[18]

"تم لوگوں تک پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ وہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔"

جبکہ حفاظتِ دین کے سلبی پہلو کے اعتبار سے اسلام نے معاندین و مخالفین کے خلاف جہاد کو لازم ٹھہرایا۔ دین سے پھرنے اور مرتدین کی سزا متعین کی۔ اسی طرح لوگوں کے عقائد میں شکوک و شبہات پھیلانے، باطل فتاویٰ دینے اور احکامات میں تحریف کرنے والوں کے مواخذہ کا حکم دیا۔ شرک و ریاء کی ممانعت فرمائی اور ارتکاب معاصی پر حدود اللہ کے قیام کا حکم دیا گیا۔

(2) نفس کی حفاظت

لغوی اعتبار سے لفظ نفس کا اطلاق روح، دم اور جسد وغیرہ پر ہوتا ہے جبکہ اصطلاح میں نفس سے مراد انسان کی جملہ ذات ہے جس میں یہ تمام چیزیں پائی جاتی ہیں۔[19] انسانی جان کا تحفظ مقاصد ضروریہ میں دین کے بعد سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ حفاظت نفس کے وجودی پہلو کے اعتبار سے اسلام ہمیں جن وسائل کو اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے وہ یہ کہ اسلام ہمیں نفس کو وجود دینے کے لیے نکاح کا حکم دیتا ہے۔ پھر نفس کی پیدائش سے قبل حفاظت حمل کے لیے والدین کو اس کی مکمل دیکھ بھال کی تلقین کرتا ہے۔ پیدائش کے بعد کھانا، پانی، لباس اور رہائش کی وہ مقدار جو جان کی حفاظت کے لیے ضروری ہے، اس کے استعمال کو لازمی قرار دیتا ہے۔ یہاں تک کہ حالت اضطرار میں اسلام ہمیں حرام کردہ اشیاء کے استعمال کی بھی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ[20]

---

[16] النحل: 16/125۔

[17] یوسف: 12/108۔

[18] **صحیح البخاری**، کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث (3461)۔

[19] الافریقی، **لسان العرب**، ج:6، ص:233۔

[20] المائدہ: 5/3۔

"پھر جو کوئی مجبور ہو بھوک کی حالت میں بغیر گناہ کی طرف مائل ہوئے تو اس کے لیے اجازت ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

حفاظت نفس کے سلبی پہلو کے اعتبار سے اسلام ہمیں اپنی جانوں پر ظلم کرنے اور خودکشی سے روکتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا[21]

"اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے۔"

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

من تردی من جبل فقتل نفسه، فهو فی نار جهنم يتردى فيه خالداً مخلداً فيها أبداً۔[22]

"جس نے اپنے نفس کو پہاڑ سے گرا کر قتل کیا، پس وہ جہنم کی آگ میں قیامت تک گرتا رہے گا۔"

اسی طرح وہ تمام ذرائع جو قتل کا سبب بنتے ہیں یعنی باہمی لڑائی جھگڑا، گالی گلوچ اور اسلحہ اٹھانے سے اسلام ہمیں روکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے

سباب المسلم فسوق وقتاله كفر۔[23]

"مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔"

کسی مسلمان بھائی پر اسلحہ اٹھانے سے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

من حمل علينا السلاح فليس منا[24]

"جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا پس وہ ہم میں سے نہیں"

پھر اسلام نے لوگوں کے ناحق قتل کو روکنے کے لیے قصاص کو مشروع کیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى[25]

"اے ایمان والو تم پر قصاص کو فرض کر دیا گیا ہے مقتولین کے بارے میں"

پھر فرمایا:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ[26]

"اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو"

پھر حفاظت جان ہی کی خاطر اولیاء مقتولین کی رضامندی سے قاتل کو معافی کا حق بھی دیا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے

---

[21] النساء:4/29۔

[22] صحیح البخاری، رقم الحدیث، (5778)۔

[23] صحیح البخاری، رقم الحدیث، (48)۔

[24] صحیح البخاری، رقم الحدیث، (7070۔7071)۔

[25] البقرہ:2/178۔

[26] البقرہ:2/179۔

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ[27]

"پھر جس کو معاف کیا جائے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی، تو اتباع کرنی چاہیے دستور کے مطابق"

اسلام ہمیں نا صرف مسلمانوں کی جان کی حفاظت کا حکم دیتا ہے بلکہ غیر مسلموں کو بھی ناحق قتل کرنے سے منع فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں کسی انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تشبیہ دی گئی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا[28]

"جو کوئی کسی انسان کو جبکہ اس نے کسی کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد برپا نہ کیا ہو، قتل کرے تو گویا اس نے تمام انسانیت کو قتل کر ڈالا۔"

جبکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قتل معاہدا فی غیر کنہہ حرم اللہ علیہ الجنۃ۔[29]

"جس نے کسی معاہد کو بغیر کسی وجہ جواز کے قتل کر دیا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔"

(3) عقل کی حفاظت

لغوی اعتبار سے لفظ عقل دیت، ضرب، علم، حجر اور نھیہ کے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد ایسی قوت ہے جس سے اشیاء کا ادراک ہو سکے اور وہ قبول علم کا باعث بنے۔[30]

عقل اللہ رب العزت کی ایسی نعمت ہے جو انسان کو دوسری مخلوقات سے ممیز کرتی ہے اور احکام شریعت کا مکلف بناتی ہے۔ اسلام ہمیں عقل سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے، قرآن مجید میں قریباً چالیس مقامات پر غور و فکر، تدبر و تفکر اور عقل سے کام لینے کی ترغیب دی گئی ہے۔

حفاظت عقل کے وجودی پہلو کے اعتبار سے اسلام ہمیں عقل کی مادی اور معنوی طریقے سے افزائش پر زور دیتا ہے۔ عقل کی مادی افزائش یہ ہے کہ بہترین اور صحت بخش غذا کا استعمال کیا جائے اور عقل کی معنوی افزائش یہ ہے کہ علم کے ذریعہ عقل میں وسعت پیدا کی جائے۔

حفاظت عقل کے سلبی پہلو کے اعتبار سے اسلام نے عقل کو خرافات اور اوہام پرستی سے پاک کرنے کا حکم دیا۔ کاہنوں، نجومیوں اور جوتشیوں کے چکروں سے آزادی عطا کی۔ پھر ہر اس کام کو حرام ٹھہرایا جو انسانی عقل کو جزوی یا کلی اعتبار سے متاثر کرے۔ نشہ آور اشیاء پر پابندی لگائی گئی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ[31]

"اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، استھان اور پانسے کے تیر یہ سب شیطانی کام ہیں۔ اس لیے ان سے بچو۔"

---

[27] البقرہ: 2/178۔

[28] المائدہ: 5/32۔

[29] سنن أبی داؤد، رقم الحدیث، (2760)۔

[30] الفیومی، احمد بن محمد بن علی، **المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر**، (بیروت، المکتبۃ العلمیۃ، س۔ن۔)، ج: 2، ص: 422۔

[31] المائدہ، 5/90۔

عربی میں "خمر" ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لے، اس لیے اسلام نے تمام نشہ آور چیزوں کو حرام قرار دیا تا کہ عقل کی حفاظت ممکن ہو سکے۔ اور اس سلسلے میں ضابطہ یہ بیان کیا کہ کسی چیز کی حرمت کا اعتبار اس میں نشہ کے پائے جانے پر ہو گا خواہ کم مقدار میں ہو یا زیادہ مقدار میں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما أسكر كثيره فقليله حرام۔[32]

"جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔"

اور اگر کوئی شراب پیتا ہے تو شریعت نے اس کے لیے حد کی سزا مقرر کی ہے، حضرت عمرنے شرابی کو اَسی کوڑے مارنے کا حکم صادر فرمایا۔

نسل کی حفاظت

اس مقصد کے نام کے بارے میں علماء اصولیین کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء نے اس کے لیے لفظ "نسل" کا استعمال کیا ہے۔ بعض نے "نسب" کا لفظ استعمال کیا ہے جبکہ کچھ نے بضع و فرج کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ حفاظت نسل کا مدار حفاظت نسب پر ہے اور حفاظت نسب، حفاظت فرج کے بغیر ناممکن ہے لہٰذا مؤخر الذکر دونوں کو حفاظت نسل کا تکملہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ لغوی اعتبار سے لفظ "نسل" خلق، ولد اور ذریت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔[33]

حفاظت نسل کے وجودی پہلو کے اعتبار سے اسلام ہمیں جن وسائل کو اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے وہ یہ کہ اسلام ہمیں نسل کو وجود دینے کے لیے نکاح کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ[34]

"پس نکاح کرو اُن عورتوں سے جو تمیں پسند آئیں دو دو تین تین چار چار"

اسی طرح نسل کی نشوونما اور زیادتی کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تزوجوا الودود الولود فانی مكاثر بكم الأمم يوم القيامة[35]

"تم ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہیں۔ بے شک میں تمہاری وجہ سے قیامت کے دن دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔"

نکاح کے ذریعے وجود میں آنے والی نسل کو غیر باپ کی طرف منسوب ہونے سے بچانے کے لیے گواہان، اعلان اور ولی وغیرہ کی شرائط مقرر کی گئی۔ پھر نسل کے وجود سے قبل حفاظت حمل کے لیے والدین کو اس کی مکمل دیکھ بھال کی تلقین کی گئی اور وہ تمام کام جو نسل کے وجود میں لانے کے مانع ہوں اُن سے منع فرمایا گیا۔ نسل کے وجود کے بعد کھانا، پانی، لباس اور رہائش کی وہ مقدار جو نسل کی حفاظت کے لیے ضروری ہے، اس کے استعمال کو لازمی قرار دیا گیا۔

[32] سنن الترمذی، رقم الحدیث، (1865)۔

[33] الافریقی، لسان العرب، ج: 11، ص: 660۔

[34] النساء: 4/3۔

[35] سنن اَبی داوٗد، رقم الحدیث، (3227)۔

حفاظت نسل کے سلبی پہلو کے اعتبار سے اسلام نے وہ تمام کام یعنی زنا، متعہ، لواطت اور قذف وغیرہ کو حرام اور ممنوع قرار دیا جو نسل کو مشکوک اور کمزور کرنے کا باعث بنتے ہوں۔ چنانچہ زنا کی حد بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ[36]

"زنا کرنے والے مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کورے مارو"

پھر اس طرح کسی عورت پر تہمت لگانے کی حد بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا[37]

"اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اَسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔"

نکاح متعہ کی حرمت کے بارے میں حضرت علی سے مروی ہے کہ

ان رسول الله نهیٰ عن متعة النساء یوم خیبروعن أكل لحوم الحمُرِ الانسية۔[38]

"بے شک نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے روز عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔"

لواطت کی حرمت و سزا سے متعلق حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وجد تموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به۔[39]

"آپ ﷺ نے فرمایا: تم جسے قوم لوط والا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔"

اسلام نے نا صرف زنا سے بچنے کا حکم دیا بلکہ اُن تمام کاموں سے پرہیز کا حکم دیا جو زنا کا باعث بنیں۔ چنانچہ ایک طرف پردہ اور ستر عورت کو فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ[40]

"اے نبی ﷺ کہہ دیجیے اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں کو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکائیں۔"

جبکہ دوسری طرف مردوں کو غض بصر کا حکم دیا گیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ[41]

---

[36] النور:24/2۔

[37] النور:24/4۔

[38] صحیح المسلم، رقم الحدیث،1407۔

[39] جامع الترمذی، رقم الحدیث،1456۔

[40] الاحزاب:33/59۔

[41] النور:24/30۔

"آپ ﷺ کہہ دیجیے مومنوں کو کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنے فرجوں کی حفاظت کریں۔"

مال کی حفاظت

کلیات خمسہ میں سب سے آخری درجہ تحفظ مال کا ہے۔ لغوی اعتبار سے لفظ مال **ادخار، الثروہ، السلعة، السهم، الكنز، المادة، المرتفع** کے معنی میں استعمال ہوا ہے جبکہ اصطلاحی طور پر مال سے مراد ہے۔

المال هو ما يميل اءليه طبع الانسان ويمكن ادخاره الى وقت الحاجة منقولاً كان أو غير منقول۔[42]

"مال سے مراد وہ چیز ہے جس کی طرف انسانی طبیعت مائل ہو، اور اس کا حاجت کے وقت کے لیے جمع کرنا ممکن ہو خواہ وہ مال منقول ہو یا غیر منقول ہے۔"

مال اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، انسان کی زندگی کا قیام و نظام اسی سے وابستہ ہے، حفاظت مال کے وجودی پہلو کے اعتبار سے اسلام ہمیں ایک طرف فرض کی ادائیگی کے بعد مال کمانے اور اس کے لیے جدوجہد اور سعی کا حکم دیتا ہے اور دوسری طرف بیع و شراء، اجارہ و عاریت، صنعت و تجارت اور کسب بالید کے مختلف طریقوں کو جائز قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَ ابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ[43]

"پس جب نماز ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو"

پھر فرمایا:

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ[44]

"وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو نرم کیا تاکہ تم اس کی راہوں میں چلو پھرو اور اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ۔"

پھر اللہ کے رزق کو کھانے کا طریقہ بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ[45]

"مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ مگر باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کے ذریعے"

بیع کی حلت اور ربا کی حرمت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا[46]

"اور اللہ نے بیع کو حلال کیا اور ربا کو حرام"

---

[42] ھواوینی، نجیب، **لجنة مكونة من عدة علماء في الخلافة العثمانية، مجلة الأحكام العدلية**، (آرام باغ کراچی، کارخانہ تجارت کتب، (س۔ن)، ص: 31۔

[43] الجمعة: 62/10۔

[44] الملک: 67/15۔

[45] النساء: 04/29۔

[46] البقرة: 2/275۔

حفاظت مال کے سلبی پہلو کے اعتبار سے اسلام ایک طرف ہمیں دوسروں کا مال ناحق کھانے، اسراف و تبذیر اور اضاعت مال سے روکتا ہے تو دوسری طرف مال کی چوری اور تلف کرنے پر حد اور ضمان بھی مقرر کرتا ہے۔

کسی کا مال ناحق کھانے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ[47]

"اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ"

مبذرین کو اخوان الشیطن سے تعبیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ[48]

"اور رشتہ داروں، محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ، بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں"

اسی طرح مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ اسراف سے کام نہیں لیتے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا[49]

"اور وہ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل کرتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں"

اضاعت مال کی کراہت کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ کرہ لکم ثلاثا، قیل وقال، واضاعة المال، وکثرة السؤال[50]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو ناپسند فرمایا، قیل و قال، اضاعت مال اور کثرت سوال کو"

حفاظت مال کی خاطر کسی دوسرے کا مال ناحق اخذ کرنے پر حد سرقہ مقرر کی گئی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا[51]

"اور چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت، پس ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں"

ان کلیات خمسہ کا جو دین اسلام کے بنیادی اور ضروری مصالح قرار دیئے گئے ہیں، نا صرف اسلام میں بلکہ دنیا کی دوسری شریعتوں اور صالح قوانین میں بھی خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن جس جامعیت کے ساتھ اسلام نے ان امور کی حفاظت پر زور دیا ہے، دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان پانچ اُصولوں میں جو زیادہ اہم ہے، اس کی خاطر اس سے کمتر اُصولوں کو قربان کیا جائے گا۔ مثلاً اگر دین کی

---

[47] البقرۃ:2/188۔

[48] بنی اسرائیل:17/27،26۔

[49] الفرقان:25/67۔

[50] صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ باب قول اللہ تعالیٰ: لا یسئلون الناس الحافاً، 1477۔

[51] المائدہ:5/38۔

حفاظت کی خاطر جان دینے کی ضرورت ہو تو اس سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی کا مال لے کر کھانے سے جان کی حفاظت ممکن ہو، تو جان کی حرمت کو مال کی حُرمت پر مقدم رکھا جائے گا۔

درج بالا کلیات خمسہ کی بیان کردہ ترتیب جمہور علماء اصولیین کی بیان کردہ ترتیب کے موافق ہے تاہم ذیل میں کلیات خمسہ کی ترتیب سے متعلق علماء اصولیین کی آراء کو پیش کیا جاتا ہے۔

کلیات خمسہ کی ترتیب سے متعلق علماء اصولیین کی آراء

1) امام غزالیؒ کے نزدیک کلیات خمسہ کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ سب سے پہلے دین، پھر نفس پھر عقل پھر نسل اور پھر مال ہے چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں:

ومقصود الشرع من الخلق خمسة: وهو ان يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم۔[52]

"خلق سے شریعت کے مقاصد بنیادی طور پر پانچ ہیں اور وہ یہ کہ ان کے دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کی جائے"

2) امام رازیؒ المتوفی 606ھ سے کلیات خمسہ کی دو طرح سے ترتیب منقول ہے۔ پہلی ترتیب نفس، مال، نسب، دین اور عقل ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

المقاصد الخمسة وهی حفظ النفس والمال والنسب والدين والعقل[53]

"مقاصد خمسہ سے مراد نفس، مال، نسب، دین اور عقل کی حفاظت ہے"

جبکہ دوسری ترتیب میں نفس کے بعد عقل کو بقیہ چار مقاصد پر ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

أن المناسبة التی من باب الضرورة خمسة وهی مصلحة النفوس والعقول، والأديان والأموال والأنساب[54]

"بے شک مناسبت جو ضرورت کے باب سے اس کی پانچ اقسام ہیں اور وہ نفوس، عقول، ادیان، اموال اور انساب کی مصلحت ہے"

3) علامہ سیف الدین آمدیؒ نے امام غزالیؒ کی ترتیب کو اختیار کیا ہے چنانچہ مقاصد خمسہ کے بیان میں فرماتے ہیں

وهی حفظ الدين والنفس، والعقل والنسل والمال[55]

"مقاصد خمسہ سے مراد دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت ہے"

4) علامہ ابن حاجبؒ نے بھی امام غزالیؒ کی پیروی کرتے ہوئے مقاصد خمسہ کی ترتیب کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے

---

[52] الغزالی، المستصفیٰ من علم الاصول، ج:2، ص:82۔

[53] فخر الدین رازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، **المحصول**، محقق، الدکتور طہ جابر، (مؤسسۃ الرسالہ، الطبعۃ الثالثۃ، 1418ھ)، ج:5، ص:160۔

[54] فخر الدین رازی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، **المحصول**، ص:458۔

[55] الآمدی، ابو الحسن سید الدین علی، **الاحکام فی اصول الأحکام**، محقق عبد الرزاق عفیفی، (بیروت، لبنان، المکتب الاسلامی، (س۔ن))، ج:3، ص:274۔

حفظ الدین، والنفس وألعقل والنسل والمال[56]

"مقاصد خمسہ سے مراد دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت ہے۔"

5) علامہ عزالدین بن عبد السلامؒ نے اپنی کتاب "قواعد الاَحکام فی مصالح الأنام" میں مصالح کی دوبڑی اقسام بیان کی ہیں مصالح الدنیا اور مصالح الآخرہ۔ ان مصالح کے ذیل میں آپؒ نے مصالح ضروریہ کی امثلہ کا تذکرہ تو کیا ہے تاہم مقاصد خمسہ کا تعین اور ترتیب آپ سے منقول نہیں۔

6) علامہ قرافیؒ نے کلیات خمسہ کی ترتیب یہ بیان کی ہے

الکلیات الخمس وهی حفظ النفوس والأدیان والأنساب والعقول والأموال قیل والأعراض[57]

"کلیات خمسہ سے مراد نفوس، ادیان، انساب، عقول اور اموال کی حفاظت ہے جبکہ ایک قول اعراض کا بھی ہے"

7) علامہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک مصالح کی تعداد میں وسعت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ آپؒ نے مقاصد خمسہ کو جلب منعت اور دفع ضرر کے قبیل سے گردانتے ہوئے اس ترتیب سے ذکر کیا ہے: نفوس، اموال، اعراض، عقول اور ادیان کی حفاظت۔[58]

8) علامہ شاطبیؒ کلیات خمسہ میں دین کو سب سے اہم قرار دیتے ہیں پھر نفس کو۔ دین اور نفس کے بعد کبھی نسل کو مال اور عقل پر ترجیح دیتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں

ومجموع الضروریات خمسة وهی حفظ الدین والنفس والنسل والمال والعقل۔[59]

"ضروریات کا مجموعہ پانچ چیزیں ہیں۔ اور وہ دین، نفس، نسل، مال اور عقل کی حفاظت ہے۔"

اور کبھی دین اور نفس کے بعد عقل کو نسل اور مال پر ترجیح دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

وهی الدین والنفس والعقل والنسل والمال۔[60]

"ضروریات خمسہ پانچ ہیں، اور وہ دین، نفس، عقل، نسل اور مال ہے"

9) معاصر علماء میں سے شیخ طاہر بن عاشور اپنی کتاب "مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ" میں مصالح کی درجہ واثر کے اعتبار سے تقسیم بیان کرنے کے بعد مقاصد خمسہ کی تمثیل میں امام غزالیؒ، ابن الحاجبؒ، امام قرافیؒ اور امام شاطبیؒ کی رائے نقل کرتے ہیں اور مقاصد خمسہ کی ترتیب کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

وقد مثل الغزالی فی المستصفی و ابن الحاجب والقرافی والشاطبی هذا القسم الضروری بحفظ الدین والنفوس والعقول والأموال والأنساب۔[61]

---

[56] ابن الحاجب، جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر، **مختصر منتہی السؤل والاٴمل فی علمی الاصول والجدل**، (دار ابن حزم، الطبعۃ الاولیٰ، 1427ھ)، ج:1، ص:1093۔

[57] القرافی، ابو العباس شہاب الدین اَحمد، **شرح تنقیح الفصول**، (شرکۃ الطباعۃ الفنیۃ المتحدۃ، الطبعۃ الاولیٰ، 1393ھ)، ج:1، ص:391۔

[58] ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم، **مجموع الفتاویٰ**، (المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف، 1416ھ)، ج:11، ص:343۔

[59] شاطبی، **الموافقات**، ج:2، ص20۔ / ایضاً، ج:1، ص31۔

[60] شاطبی، **الموافقات**، ج:3، ص:236۔

[61] ابن عاشور، **مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ**، ص:301۔

"اور تحقیق امام غزالیؒ نے المستصفی میں اور ابن الحاجبؒ اور امام قرافیؒ اور امام شاطبیؒ نے اس ضروری قسم کی مثال حفظ دین، حفظ نفوس، حفظ عقول، حفظ اموال اور حفظ انساب سے دی ہے"

10) شیخ علال الفاسی کلیات خمسہ کی ترتیب اس طرح بیان کرتے ہیں:

ومجموع الضروريات التی اجمعت الملل والنحل علی مراعاتها خمسة حفظ الدين والنفس والعقل والنسل والمال۔[62]

"اور ضروریات کا مجموعہ جن کی رعایت تمام ملتوں نے کی ہے، پانچ چیزیں ہیں۔ دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کرنا"

11) ڈاکٹر سعید رمضان البوطی مقاصد خمسہ کی ترتیب اس طرح بیان کرتے ہیں:

ومقاصد الشارع فی خلقه تنحصر فی حفظ خمسة أمور، الدين النفس، العقل، النسل، المال۔[63]

"اور شارع کے مقاصد خلق میں ان پانچ امور میں منحصر ہیں، دین، نفس، عقل، نسل اور مال۔"

12) ڈاکٹر وھبہ زحیلی مصالح مرسلہ کو (تین اقسام ضروری، حاجی اور تحسینی میں تقسیم کرتے ہیں اور پھر ضروریات کی تعداد و ترتیب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وهی خمس حفظ الدين والنفس والعقل والنسب والمال۔[64]

"ضروریات پانچ ہیں، دین، نفس، عقل، نسب اور مال کی حفاظت کرنا۔"

13) ڈاکٹر یوسف حامد عالم کلیات خمسہ کی ترتیب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهی حفظ الدين والنفس والعقل والنسل والمال۔[65]

"کلیات خمسہ سے مراد دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کرنا"

14) ڈاکٹر احمد ریسونی مقاصد شریعت کو تین بنیادی اقسام مقاصد عامہ، مقاصد خاصہ اور مقاصد جزئیہ میں تقسیم کرنے کے بعد مقاصد عامہ کے ذیل میں ضروریات خمسہ کی یہ ترتیب بیان کرتے ہیں۔

الدين والنفس والنسل والعقل والمال۔[66]

"دین، نفس، نسل، عقل اور مال"

15) ڈاکٹر عبدالکریم زیدان نے امام غزالیؒ کی ترتیب کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

وهذه الضروريات هی: الدين والنفس والعقل والنسل والمال۔[67]

---

[62] ابن عاشور، **مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ**، ص:21۔

[63] البوطی، ڈاکٹر محمد سعید رمضان، **ضوابط المصلحۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ**، (مؤسسۃ الرسالۃ، 1973م)، ص:119۔

[64] الزحیلی، **اصول الفقہ الاسلامی**، ج:2، ص:755۔

[65] ابن عاشور، **مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ**، ص:155۔

[66] الریسونی، ڈاکٹر احمد، **مدخل الی مقاصد الشریعۃ**، (مصر، قاھرہ، دار الکلمۃ للنشر والتوزیع، 2010م)، ص:1413۔

"اور ضروریات یہ ہیں دین، نفس، عقل، نسل اور مال"

خلاصہ بحث

مذکورہ پانچ کلیات مقاصد کی ترتیب اوائل سے لے کر آج تک علماء کے درمیان مختلف فیہ رہی ہے۔ فقہاء کرام نے ہر دور میں اپنے اپنے ڈھب سے ان کلیات خمسہ کی ترتیب کو بیان کیا ہے، بعض نے اپنی ترتیب کے لیے وجوہ جواز پیش کی ہیں جبکہ بعض نے سابقہ فقہاء کی ترتیب کے بیان پر اکتفاء کیا ہے۔ تاہم یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سب سے پہلے امام غزالیؒ نے مقاصد خمسہ کی ترتیب کو بیان کیا جو بعد میں پیش کی جانے والی ہر ترمیم و اعتراض کی بنیاد بنی۔ اور جہاں تک اس ترتیب کی اہمیت کا تعلق ہے تو اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر دو کلیات میں تعارض ہو تو ان میں سے جو کلیہ ترتیب میں مقدم ہو گا اس کو ترجیح دی جائے اور جو کلیہ ترتیب میں مؤخر ہو گا اس کو مؤخر کیا جائے گا۔ اور اگر ترتیب متفق علیہ نہ ہو تو ہر فقیہ اپنی پسندیدہ ترتیب کی تطبیق کرتا ہے جو اجتہادی احکام میں اختلاف کا سبب بنتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کتابیات

* الجوہری، ابو نصر اسماعیل بن حماد، **الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ**، محقق، احمد عبد الغفور عطا، (بیروت، دار العلم للملایین، الطبعۃ الرابعۃ، 1987)
* الغزالی، **المستصفیٰ من علم الاصول**، (شرکۃ المدینۃ المنورۃ للطباعۃ، 2008م)
* ابن عاشور، محمد طاہر، **مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ**، محقق، محمد طاہر میساوی، (اُردن، دار النفائس للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ، 2001)
* زیدان، عبد الکریم، ڈاکٹر، **الوجیز فی اصول الفقہ**، (لاہور، مکتبہ علوم اسلامیہ، (س۔ن)
* الزحیلی، ڈاکٹر وھبہ، **اصول الفقہ الاسلامی**، (دمشق، دار الفکر للطباعۃ والتوزیع، الطبعۃ الاولیٰ، 1986)
* ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم بن علی، **لسان العرب**، (بیروت، دار صادر، الطبعۃ الثالثۃ، 1414ھ)
* الفیومی، احمد بن محمد بن علی، **المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر**، (بیروت، المکتبۃ العلمیۃ، س۔ن۔)
* ھواوینی، نجیب، **لجنۃ مکونۃ من عدۃ علماء فی الخلافۃ العثمانیۃ، مجلۃ الأحکام العدلیۃ**، (آرام باغ کراچی، کارخانہ تجارت کتب، (س۔ن)

[67] زیدان، ڈاکٹر عبد الکریم، **الوجیز فی اصول الفقہ**، (مؤسسۃ قرطبہ للنشر والتوزیع، 1976م)، ص: 379۔